رجسٹرڈ نمبر اے ۶۸۳

REGISTERED No. A.786



Pt. B. Press, Lucknow

سلطان المطابع پریس لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

Oudh Punch Lucknow

قیمت فی پرچہ ۴ر

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ قیمت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار ہو جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے حسب مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر [illegible] تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شرط سلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا نادارئی یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہاں گم ہو جاتا ہے لیکن بیشاہد ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دستخط [illegible] نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں نا عوض کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب دو ماہ تک [illegible] زیادہ تنگ طلبی یا زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے پشت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خط و کتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

* لطف

[illegible] طبیب شاہی [illegible] میں حکیم صاحب [illegible] سے تیار کرتے [illegible] خاصیتیں [illegible] قیمت [illegible]

سید قاسم [illegible]

دفتر اخبار اودھ

* لطف حیات کے استعمال کا بہترین نتیجہ [illegible] مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔

جلد ۵۵ — نمبر ۴

مضامین

بابتہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۰ء

شراب کہنہ بجام نو

نمبر ۳

(تتمہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۰ء)

ذکر جام و مینا میں ساقی رہے رنگ
کر دو ان کی کرتوتوں کی حالت ہے رنگ

چلے آئے لندن کے قومی وزیر
بڑے نیک طینت بڑے خوش ضمیر

سب انگلے آئے کو ہے سنتر
بظاہر ہے سرسبز ان کی نظر

اٹھایا ہے سر جس نے اڑ کر نئے
ابھی لگے مرنے اور مارنے

خلاف ان سے کیسے بتائے ہیں یہ
تجارت میں بیوپار لگاتے ہیں یہ

تجارت میں سب روکی سیاست
تجارت لباس تجارت غذا ست

اسی سے ہے سرسبز دولت کا روگ
مثالی ہے یہ ملک گیری کی بھوک

گرو چکی اور دھا بھاگ اٹھا
زبرکش تجارت کا کلاگ اٹھا

ادھر سے خزانہ میں تنگی ہوئی
ادھر روس کی پشت گرمی ہوئی

چلا کچھ نہ کر نسبہ تنگی کا سحر
نہ کام آیا کچھ خانہ جنگی کا سحر

بھری اس کے سر میں ہوا تو یہی
تو غیروں سے دبنے ہے قائل ہوا

کہا اس سے بے بھائی جنگی ہوئے
تنگی بھی ہے اور تنگی بھی ہے

مجھے ٹیکس دیجئے زرنگ اور ترنج
بنے گا تو پھر شہر کا سیہ گنج

نہ دیکھا کوئی تیرے کاموں میں خلل
لگا بیچنے چاہے تو آزاد کے غل

گر یاد آیا نہ وہ وہ صفات
سنائی کسی طرح یاروں کی بات

ضرورت ہے ترتیب افواج کی
بندے ناکرو حاکہ انگلش راج کی

اسی سے چلے آئے قومی وزیر
کر و کیس بیان کتنے ہیں بے ضمیر

وہ خیال کے چند رشمشیر جنگ
طبیع خیالات اہل فرنگ

صیدوں سے گھٹتے ہیں ان کے عظیم
بچے امتیاز مسیح و سلیم

عجب کیا نجے میں کچھ نام حق
ادا کچھ کریں خیر خواہی کا حق

گر اور شخصوں میں ہے ہندوستان
ہر اک قسم کی لستوں میں بیچے زبان

یہ ہندی خیال سے مجھ رہے
بڑھاتے تو سر کا رہے کس کی کاٹ

بنا ڈوئے کر دو وزیار کار
یہ سایا سا قرے یار

مجھے کیوں یہ سودا ہے صورت
کہ قسمت میں تیری ہے شہرت

کہا کس نے لوہیں کہ فرہ کیا
تو شیشے میں اپنے اتارا جو دیکھ

مجھے کیا جو اقبال ہوئی چین میں
وہ تیرہ میں تو ہے نہ ہے تیرے من

جو مدرسہ پٹ کے لگا تین تجاہیں آئے
وہ ہاں انگلستان سے جاہ اپنی آئے

چھڑی جنگ آزادی ملک کا حال
ہوئی غیر پہ یہ ترقی و بال

کیا فتح جمہور نے نانکن
تو دوبارہ حکومت ہوا کائن

ہوئے متحد ہر پیکار و جنگ
جو ان پہ جاپان وا اہل فرنگ

ہوئے چین پہ بھگتیں بار من عام
دیا اس کو علم وجیل کا پیام

کلام ان کا تھا جین کا داستان
گیا چرچل کیپون سے ملتی پلا

یہ وہ دیکھیں جو رنگ شطرنج میں
نہ ہم تم کہ جمہور ہے کار میں

جو مرغوب ہے ہم کو ان کی ادا
وہ ہے خانہ جنگی کی بیماری صلا

پلاسٹیا کھول کر اب الیم
کہ جمہور خوں دل سے اس درہم

کروں خانہ جنگی کی توصیف کیا
نفاق اور دورنگی کی تعریف کیا

ادھر کو حریفوں سے پیکار ہے
ادھر با ہمی ہو گئی بیزار ہے

ہزاروں گئے اور ہزاروں مرے
ہوئے صاف ان کی جانوں کے کھیت

ماغزن میں کچھ ایسا آیا خلل
ہوا گرم بازار جنگ وجدل

نہیں چین ہی پر یہ طاری بلا
اسی میں ہے کل ایشیا مبتلا

عراق و عرب چین ایران و ہند
اسی سیکھے ہیں ہو چلے ہند

یہ یورپ کے قبضے میں ان کی نکیل
وہ جس جا پہ چاہے اسے دے دھکیل

جنہیں ہے خیال وطن بہاری
انہیں جو ہری آفت ہے سر پڑی

کہ اپنی ہے اغیار کی مار ہے
تو اندر سے اپنوں کی یلغار ہے

دہ عضو فالج ہے سازش اور پشت
ادھر ہے جو اور ادھر ہے پیچ بست

جو ہیں حامیان اہل وطن متحد
نہ ہوں جنگ پر غیر ہوں مستعد

دغا سے ہیں بیزار اہل عراق
عرب کا ہے دستور کو روکنا نفاق

نہیں چین میں اہل وطن کا نام
ازل سے ہیں وہ خوگر انتقام

اسی پہ ہیں مغرور اہل جسم
کہ سارے زمانے سے لائق ہے جام

انہیں بار ہے بس انہیں کا اٹھا ؤ
کھلاؤ پلاؤ اور چلنے دو چلاؤ

فدائے وطن ان میں ہے ایک گروہ
وہ بیچارہ ہے صید رنج وستوہ

اٹھا تا ہے جو کار دیانی روش
تو پھر تی ہے جس پہ ملا کی کشش

ہاتھوں میں کچھ ہے یہاں سے صدا
کہ غدار ہیں حامی کر وقت ضد

جو نام اصلاح آئین ملک
تو کہتے ہیں کفر ہے آئین ملک

عادم کی تو تکفیر کرتا ہے یہ
شریعت کی تفسیر کرتا ہے یہ

ہوئی مصیبت جمہوریت گر بلند
تو لانے کو ان میں دوائی کمند

جو بزم سیاسی مرتب ہوئی
کہ غیروں کی چالوں سے ہو غلطی

زمیں جاتے اقامے رشوت پناہ
کیا ایک دم میں دے بھی تباہ

کبھی وہ اس ایران سے رشوت ملی
کبھی حضرت شاہ سے عادت ملی

لیا اندر ہیں کیپ پہ چڑے کے دھب
اور ہے دوں میں بیٹھے کیا اور ہی ہوا

کمالی کے روشن جمیں جتنے نادر کی زرہاں - بادشاہاں - ہو گئے - نتیجہ - لکھنؤ کے جیٹرین کا ریگروں سے تیار کرائے گئے ہیں - قیمت ہر ایک - ... عطا حسین تا محمد رفیع ہر کوہ

[illegible]

نہیں ہے ابھی ملکی ترقی پہ ختم
اگرچہ ہوا دور قاچار ختم
رضا شاہ ہیں گرچہ نہ شناس
مگر ہوتی جاتی ہے ان سے بھی یاس
اگر یاد ہے صہبائے خاکی نے زور
تو ہو جائیں گے شاہ سے وہ بھی چور
خوشامد بنا دے گی فرعون انہیں
تو روکے گا پھر وہ ان سے کون انہیں
نہیں گو ابھی غصے سے اس کا بیاں
غصے میں پھنسے گی رعایا کی جان
کیا ہے فراہم بقصد فرار
بہشتی خزانوں میں زر بے شمار
بھیا تیرہ میں انہیں مالی بیماری کی ہیں
وہ مسند میں جانی وطن کا ہے یقین
نہیں ملک ابھی زیر حکم عوام
وہی خود گیری کا چیلا ہے رام
رضا شاہ جنگ ہے سر پر ملک
ترقی پہ مجھے جلوہ آثار ملک
تمام اہل وطن کو امید تھی
کہ اب عہد شاہی کی نکبت ملی
مگر اب تو شاہی کا ہے رنگ و ڈھنگ
وہی ہے چنگیز وہی ہے بلاد
وہ ہی ہیں صاحب ہی ہیں ظلم
وہی جو کرگس درندہ ہے وہ عام
ہے جب جانوروں کی ہے جاہ
نہ غصہ کوئی ہے نہ جنگی سپاہ
بچا لیں صدر سرحدوں کا ہر ام
تو دیکھا کریں شاہ کیوں ان سے ختم
سعادت و سال گزشتہ کی تھی
جو اک دھول دو آسمان نے جڑی
بہا جنگی دانے کے افسر کا خون
دو رنگی مگر ان پر شہ کے جنون
جفا جان غصہ و گردون رسید
زمین خون شد و خون بگردون رسید
دو سرحد سے حکم نہ ما میں درست
ادارے میں چست اور افعال سست

محمد علی شہ سے چھپتی لی
تو احمد علی شہ کو گدی ملی
جو احمد علی شہ روانہ ہوئے
تو شاہ و رضا میر خانہ ہوئے
ترقی سے ہوتا جا بہت وہ دور
ابھی خانہ جنگی کا باقی ہے زور
پلا ساقیا وہ کے تھوڑی جو بس
چہ خفت چہ بیداری... بس
یہی ہے ترقی بس ایران کی
کہ غیروں میں بیٹھیں تہلکہ شان کی

ستم صاحب حشمت و ملک و مال
ستم پرور و مستم ستم جد زوال
کریں ترک تعیین ارادہ میں خراب
پھرائیں خواتین کو بے حجاب
سر بزم والی ہی گھر دا کرے
دکھاتے نہ ڈرتے نہ وہ گھر دا کرے
اگر گرم صحبت ہوا حباب کی
تو پی پی ہو ساقی سے نا کی
جو شوہر کا حق ہو وہی درست کا
سبق ہے کتاب سعادت کا

دہقان یہ ہو کا ہو مطلق ستانے
وہ جاتا ہے جہاں ہو بیت السعد ہے
بے عقل گمراہ جو ملتا ہو کا
نہ نام آسکے چرخے کا اور کرگھوں کا
نہ صنعت نہ حرفت نہ تعلیم ہو
اصول شریعت کیسی تو بیم ہو
وطن پروری سے نہ مطلب ہو کچھ
نہ تعلیم سائنس کا ڈھب ہو کچھ
فضائل قدیمی ہوں پامال ہوا
رہیں یا اسیر کشف جہاں
نہ فن تجارت سے ہو کچھ
یہ تہذیب یورپ کا حاصل کیا!
وہ گن جو تو انسانوں میں ہو خود
نہ ہو ان آسمان کا ل تو ہو کا کیا
مسلمانوں میں ایمان کے آثار ہے
رہیں سینہ پر جان لی کے جو
نظام رعیت کی سوداگری
ہو صرف تماشائے غلیا گری
شاہ کی اصلاح کا وہ معیار
ترقی کی منزل کا ہے نہ سپاہ
گلوں سے نالی ہے جینا کیا
خدا اس وائے نہ کیا ہو بال
دو دیکھ وہ خاطر جہنم کا ہول
کہ مشہور عالم ہے جیسا قول
زمانہ کیا ہو ترقی جو پیچھے ہو
وہ سب کچھ ہوا ہم ایک کے ہو
بہت سن چکا خانہ جنگی کا حال
پلا ساقیا آب آتش جمال
نکالے ہیں سر جنہوں نے کیا ہاتھ پاؤں
چلی آ رہی ہے وہ اعلیٰ کی جھاڑن
وہ ایشیا کو بہاتی ہوئی
بہاتی ہوئی مسکراتی ہوئی
ارادہ ہے تو رگ ہند کا
بچا اس کے قزاقوں سے ہوا کیا
وہ نیت کہ ہو ایشیا متحد
عداوت چہ الحق کے ہو مستعد



اللہ آپ رو پہ چھوڑ لیجیے۔ بارش کی چھینٹیں چھتری نہیں روک سکتی۔

بظاہر خفا اور وہ خواہاں بہت
مگر اس پہ قبضہ تیار ہے
خرابیت سے آئی نہیں باز یہ
زمانے دکھاتی ہے انداز یہ
ہوئی روس و انگلینڈ میں ایک جھڑپ
تو زور تھے آرگس کے وزیر
سفارت کی جا کر تلاشی ہوئی
لباس شرارت کی جیبیں کھلی
وہاں ... کی ... ملا
کیا ایک نے دوسرے سے گلا
وہ تھا یا ادھر جان کی تھی بلا
وہ خوار یا ادھر جان کی سٹ پٹائے
تلاشی پہ پہلے تو فرنش ہوئی
مگر روسیوں ہی کی پھر پرش ہوئی
یہ تھا سال ماضی کا سیاہ اثار
جو سر کے تو شاید دکھائے بہار
بلا سا تیا لا کے گلی میں ست
ابھی منزلیں چند کرنی ہیں طے
بلائے کہ رنج و محن دور ہو
سیاہی شب غم کی کافور ہو
چمکنے لگے پھر محبت کا ...
کرے گیک حضرت کا پھر تازہ
ہوئی شہر مدراس میں کانگرس
خدا جو غیرانہ تو نفس یا دوسن
ہوئے ایسی مجلس سے سب متحد
کہ گویا نہیں تھی کبھی ان میں ضد
ملیں میں کہ بچھڑیں نہ پھر سا تیا
نہوں بھوت پھر ہو کے بیدار لیا
چھلکتا ہوا ساغر اک اور دے
ذکر پر بھی دیتے میں فی الفور دے
بھے پی کے ہو جائے تسکین قلب
جسے پیتے ہی ہو غم و رنج سلب
ہیں رنگ غم کے تم ساقیا
تو پھر بھی دے ہو عقل گم ساقیا
سن بست و ہشتم روانہ ہوا
جہنم میں اس کا ٹھکانا ہوا

سن انتیس کا خیر مقدم ہو اب
وصدمہ کوئی ہو نہ کوئی تعب
جو ہم کو ستائے وہ نابید ہو
وہ ہو کوئی خاندہ ہو یا ندیہ ہو
ترقی پہ اقبال ہو پنچ کا
ظرافت میں ہو ذائقہ لنچ کا
رہے جگمگاتا ظرافت کا تاج
ہے گرداں باد شمل سراج
ہدایت کرے وہ ظرافت کے ساتھ
نصیحت کرے وہ لطافت کے ساتھ
وہ ثانی ہو اس کا کسی شہر میں
اور وہ پنچ جنگ جیسے دہر میں
ظرافت کی پھیلے صدا ہر طرف
رہیں ... ہو ہر دوسے دلی
مطالب ایڈیٹر کے بر آئیں سب
رہیں اس پہ خلق جانثاران سب
ہمیشہ خوش و خوشحال و خرم رہیں
وہ جنت بنت رہیں اور جم جم رہیں
نویسندگان ظرافت رقم
خدا کا رہے سب پہ فضل و کرم
گل دل کی پژمردہ ہونے نہ پائے
ہنسے خود بھی اور دوسروں کو ہنسائے
پریسین اور کاتب اور سنگ ساز
خدایا ہوں ان سب کی عمریں دراز
لے جام اکتائے نمبر بھری
ہوئی ختم بندے کی اب شاعری
دعا پہ ہوا ساقی نامہ تمام
فقط والکلام والسلام

راقم

رند قدیم

بات تھوڑی سو اگر بڑھ بڑھیے
خانہ مضمون کو کس طرح گھیرے

خط کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے
ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

شرح ادبار بر کلام اقبال

مولانا پنچ - جیسے حضرت دوسرا تحفہ - یہ کارڈ دلی سے نہیں دلی کی جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ملا ہے۔ چھوٹے سے کارڈ پر سلیقے میں اس شعر فارسی کے بہت خوبصورت چھپے ہوئے ہیں - سرے پر چاند تنبیح لکھا ہے - جامعہ کا حد یہ ہے جامعہ عربی کیا طرح کر بھی کہتے ہیں - کسی ادیب نے اس جامعہ کی ٹھہر چاند تارے کی شکل میں غالباً اسی وجہ سے ہے کہ طرح کی شکل سے ملتی جلتی ہے - جو اس چاند تارے کے بیچ میں اور درخت کھجور کے بھی بنے ہیں جو کسی ادیب کی شوخی طبع پر دلالت کرتے ہیں - کیا معنی کہ شجرۃ طیبۃ کا ترجمہ ہے خرما ایک مشت؟ طالبان جامعہ فراغ رنگ کا لڑکا ہونے کی وجہ سے سعی پھر کھجوروں پر قناعت کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ اس لال لال ٹھہر کے نیچے کالی کالی خوشخط میں جن میں نقاش نے حروف ایک خاص ترتیب سے جمع کر دیے ہیں وہ شعر بالکل معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ لکھا ہے - ان ان لکھا ہے - اور شعر جا بجا جو جس پڑھے لکھے آدمی کے سامنے رکھ دیجیے گا وہ پڑھ دے گا اور جھٹ سے کہہ دے گا کہ یہ کوئی فارسی ترانہ ہے ترانہ باصطلاح موسیقی بے معنی الفاظ کا مجموعہ مثلاً تنانا توم تنانا توم تما ہے دانی توم۔ ہندوستانیوں کے فارسی دیوان کی تشبیہ ایک مقبول انام جہتہ کا ظریف شاعر نے خوب دی ہے فرماتا ہے کہ

فارسی میں کسی ہندی کا جو دیوان نکلا
بیضۂ بلبل شیراز سے تو نیاں نکلا

اس تشبیہ کی باریکیاں عام کی سمجھ میں نہیں آسکتیں اس لیے توضیح کی ضرورت ہے - سنیے حضرت بلبل کی بولی ایک تو عام ہوتی ہے جو ہر موسم میں ہر ایک جگہ کے بلبل بولتے ہیں اور ایک خاص ہو موسم بہار سے متعلق ہے جب گلاب کی لمبی لمبی شاخوں پر شیانی ابر کے شامیانے کے نیچے بیٹھ کے اور دوسرے حریف کو دیان کھولنے کا پیام جنگ دے کے حضرت بولتے ہیں

تنباکوے خوردنی - بیڑی - سوانہ - قوام - گولی کارخانہ حافظ مسیتا محمد نفیس تاجر گوشہ درگاہ صحبتیا باغ لکھنؤ سے طلب فرمایئے۔

شیراز کا بلبل دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اسی طرح جناب مولوی ذکیان صاحب اردو کی بھی قسم کی بھی دو بولیاں ہیں ایک عام دہلی و لکھنؤ نے لے لی ہیں۔ اور دوسری کسی نہیں سکھائی ہوئی مادرانہ علم بنائی جاتی ہیں کہ سکھائی ہوئی بولی کے سوائی جناب مولوی ذکیان صاحب نہیں جانتے وہ صرف آواز کی نقل فرماتے ہیں جو اصلی آواز کا محض حضرت میں مظہر ہو جاتی ہے۔ مولوی ذکیان صاحب اتنے ذہین نہیں ہوتے جتنے حضرت مولانا اصغر صاحب ہوتے ہیں۔ جس طرح شیراز کا بلبل مشہور ہے اسی طرح ہندوستانی ذکیان مشہور ہے۔ مولوی ذکیان صاحب ندوی ہر گیر ہیں مگر سخت گیر۔ شعر مذکور میں قصد ظاہر ہوتا ہے کہ ان دو مختلف جانوروں کی بولیوں کا تفاوت دکھائے جس سے ایک کی عام اور خاص دونوں قسم کی بولیاں واہی ہیں اور دوسرے کی واہی بولی تو ہے لیکن محض صحبت کے اثر اور نقالی کی قوت سے بدولت اکتساب اسی زبان سے کہ الفاظ طوطے جیسے معنی و مطلب نہیں جانتا سکھلا کر سنا کہتے سنا تو وہی یاد کر لیا۔ اب آواز تو یاد ہے مگر آنے کا مفہوم جانتے ہیں نہ وہ معنی جیسے ہے بلبل شیراز کا۔ فطرت کا منشاء یہ تھا کہ اصفہان سے بلبل نکلتا اور اپنی ہزار داستان کا ظہور پیش کرتا مگر جنس کی تربیت نے ادعا بلبل کے بچے صاحب نکلے تو بہت ٹیں ٹیں کرتے رہے دان دونوں کا وجود فارسی الاصل ہے ہیں نہیں ہم بعد ازاں ہندی آب و ہوا میں رہنے اور ناجنس کی صحبت پانے سے جو آوازیں کانوں میں پڑیں وہی بولنے لگے۔

وہ جو حاسد کے مصنف صاحب کا بیان ہمارے سامنے نہیں ہے ہم ذکیان پر اسی بیت بلبل کے زیادہ نمونہ پیش کر سکیں۔ عورت کی دو چو سطریں نقل کی ہیں جیسے کا راز کے خوشنما مطلع ذریعہ سے ہیں جو ذکیان بد ہیں وہ نہیں معلوم کہ کبھی فکر کیا ہے اور کب شاعر صاحب دام اقبالہٗ کو شیراز سے ہو گیا ہے

(اس سے مستفید ہو کر فرماتے ہیں ؎

ساقیا از غمزۂ فطرت بہ جام رنگین
از آتش صہباسن گداز مینا کرا

پہلے مصرعہ کا ہندی ترجمہ تو یہ ہوا کہ فطرت یا ساقی غمزۂ اور شراب کے گلابوں کا گلابی) سے میرے جام رنگین) میں آنے نگاہ کی سرد اور خوبی جڑے دونوں معنی ہو سکتے ہیں)

اور دوسرے مصرعہ کے معنی اگر منتقل عنہ کی سمت کا اعتبار کیجیے اور گداز کو بیچ میں آئے ہو گا یہ کہ میری شراب کی آگ سے میرے گداز شیشہ کو چھوڑ دے ۔

اور اگر گداز کو بیچ میں آئے تو یہ معنی ہوئے :-
میری ہی شراب کی آگ سے میرا شیشہ گھلا دے۔
بہر تقدیر ۔ ترتیب میں بھی الفاظ ہی ہوتے ہیں البتہ ایک لفظ دوسرے سے معنوی ربط نہیں رکھتا۔ آپ خود ہی ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ یہاں معنوی ربط نہ لفظ کو لفظ سے ہے نہ ایک مصرعے کو دوسرے مصرعے سے ۔ یہ تو ہوا ایک وصف۔

دوسرا وصف یہ ہے کہ مشہور کہاوت بھی شعرا اس طرح سے استعمال کرتے ہیں کہ جس لہر کی طرف کنایہ ہے وہ محل استعمال سے بغیر تصریح سننے والے پر واضح ہو جائے۔ حضرت یہی کنایہ کہ مرجاؤ اور کہتے ہیں کہ محض ذہنی تصورات یعنی تخیلات سے ہم کام لے رہے ہیں وہ عام ہو چکے ہیں اور تمام اہل ہنر انہیں جانتے ہیں لہذا ایسے قرینے کی ضرورت نہیں جو سامع کے ذہن کو اصل مقصود کی طرف کھینچ لے۔ مثلاً ایک مشہور شاعر کی مثنوی کا شعر ہے ؎

اور مسعود سکھا شرمائے
آگ میں آگ لگانے والے (مرزا)

یہ آگ سے دل کی تعبیر شعرا میں کھلی ہوئی بات ہے یہاں دل جلانے سے مراد ہے خلاف مزاج اور ناگوار برتاؤ اور مثلاً وصل سے انکار دور رہنے پر اصرار۔ یہ سب پر تکرار وہیں اپنی اپنی جگہ مشہور ہے۔ ان دونوں باتوں کی شہرت دوسرے مصرعے کے معنی کا لطف ظاہر کرتی ہے۔

(مولوی کیا جاؤ آگ سے آگ لگائی ؟)
مثلاً میر صاحب فرماتے ہیں ؎

عشق جو دل کی نہ تھی وسعت کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

یہاں میر صاحب کا مقصود کلیم (موسیٰ) کی کم ظرفی کا اظہار ہے۔ کلیم کا قصہ مشہور ہے ۔ اور اہل عشق حقیقی اصحاب طریق کے دقائق و نکات میں مشہور ہیں۔ کلیم کوہ طور پر گئے تھے وہاں دشمن نے دیکھ لیا تھی کی آرزو ظاہر کی تھی۔ جواب ملا تھا کہ پھر ایک جھلک چمکا کے دل کی مضبوطی کا امتحان لیا گیا یا حال کا کمال ہونا واضح کر دیا گیا بجلی چمکی طالب دیدار غش کھا کے گرا۔ آتش گئی کوہ طور کے درخت جل کے خاک ہو گئے۔ غش کھا کے گر پڑنے کے یہ معنی ہیں کہ دل افسردہ تھا ورنہ جس دل کو آتش اشتیاق بھڑکا دیا ہو تو کیسے بجلی کی آگ سے مرعوب ہوتا ہے ؟ اسی کوہ طور کا ایک چھوٹا سا ڈھیر کیے جاتیں ان کے دل سے نکلا ہوا شعلہ انہیں خاک سیاہ کر دے۔ کلیم اپنے دل کی آگ سے بجلی کا مقابلہ کرتے بیہوش نہ ہوتے دیدار پر اصرار کرتے رہتے تو شاید شوق پیدا ہو جاتا ہے زیر تنقید شعر کے معنی بھی اس طرح ہیں کہ بادہ کے معنی زنہ فطرت کیا ہے ؟

دیدہ جام گیا ہے ؟
آتش صہبا سے میں گیا ہے ؟
مینا گداز دل یا مینا گداز دل کیا ہے ؟

طرح طرح کے منصوبے کر کے وہ شعر کی مثال کیجیے غمزۂ فطرت کو فطرت کیجیے جام سے خون جگر انسانی دل یا دل کو مراد لیجیے ۔ جو چیز اس جام میں چھلکی اسے بھی عام ہو فرض کیجیے تب بھی رہ آتش صہبا سے میں گداز یا گداز مینا سے مراد کا مفہوم کچھ کیسے پیرایے سے نکلا جانا اور کام سمجھا تا یہ جملہ اعلیٰ حد تک الفاظ میں آ جانا نہیں ہوا کہ اس وجہ سے نفس کا علاقہ بھی اس تین تین قرینوں سے حاصل نہیں ہو سکتا حضرت شاعر دام اقبالہٗ کو شیراز ہی بلبل پالتے اور اس لیے اذن سے حاصل فرماتے ہیں تو انہیں وہ



ج۔ پارٹی: اے بے غیرت بے شرم!
ش۔ پارٹی: یہی میں بھی خیال کرتا ہوں۔ مزید براں سرکش، شورہ پشت اور متمرد بھی!

ج۔ پارٹی: بھلا اس کے سوا اور کیا ہے؟
ش۔ پارٹی: جو کچھ رائے عالی ہو!
کانگریس پارٹی: بھائیو ہم کیا کہیں؟!

ادھر گوشہ و پیشانی کا ماؤ (ادروی) کی ضرورت ہو تو کارخانہ حافظ سیٹا محمد رفیع تاجر گوٹہ و سرکہ صبحتیا باغ لکھنؤ سے طلب فرمائیے

کہ قمریان کی قربت سے ان بلبلوں کو بچائیں۔ اور بلبلوں کی جگہ قمریوں کی نمائش فرمائیں۔ قمریوں کا دوسرا جوڑا ملاحظہ ہو ؎

عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من
شعلۂ بیباک گردان خاک سینائے مرا

دیعنی فرہاد کی جلن سے عشق کی پونجی بنا دیجئے سینا کو طور کو ایک شعلۂ بے باک کر دے ؟

یہ تو ہوا ترجمہ۔ اگر آپ ترجمے سے شاعر کا مطلب نہیں سمجھے تو زندہ مجبور ہے۔ مخاطب کا نام ظاہر نہیں ہے۔ مگر ہے۔ اے کہ! کہتے ہیں وہ رہ خم خانۂ فطرت سے جام ہی بن خود ٹپکتا یا چھلکتا ہے یہی اسکی صفت ہے۔ پہلی فرمائش یہ ہوئی کہ میری شراب کی آگ سے میری مینا کو پھونک دے۔ دوسری فرمائش یہ ہے کہ جلن سے فرہاد کی ٹھنڈک داصل غلط و ٹھنڈک ہے) سیٹ کے اس سے عشق کی پونجی یا رو کر بنادو اور تیسری فرمائش یہ ہوئی کہ میرے مینا کی راکھ یا بھوبل ایک ڈھیٹ لڑکے کے بھیس میں جم ہے۔ اگر عشق کوئی ہوا ہو تو جلن بیکار کی ٹھنڈک اسکی مدد کرا ہو سکتی ہے لیکن کوہ سینا کی بھوبل ڈھیٹ لڑکا بن کے اس نیچے کا کیا جائے گی! کیا یہ بیاج (سود) کی رقم ہو گی ؟۔

آخری یہ ہے ؎

چون سپہرم از غبارم چراغ لالہ ساز
مادۂ کن داغ مرا سوزان بھبوکے مرا

فرماتے ہیں۔ جب وہ شخص مر جائے تو اسکی ریت سے لالے کا چراغ بنا دو یہ بھی فرمائش ہے) اس شخص کے دیجئے کو سلا کر کسی جنگل میں جلا دے۔ دیہ پانچویں فرمائش ہے) ؟ آپ کو واللہ ان پانچوں فرمائشوں کو یکجا فرما کے ذرا دیکھیے تو عجب ملی جلی ہے۔ واہ آتش صہبائے مینا دلبتج دیجئے) پھیل رہا پھر آگ کی فرہاد سے عشق کا سرمایہ بھی جا سینا سے شاعر کی خاک شعلۂ بیباک ہوئی دیتی باتیں زندگی سے متعلق ہیں اب وہ شاعر کی جان سے وہ روائی نہیں (ناتمام)

استقبال کیا تو خاک ہو چراغ لالے کی صورت میں تیار ہوا اسمیں نیا داغ بنا اور ایک صحرا میں جلایا گیا یعنی تین تین فرمائیں۔ ہم کہتے آپ۔ الخیر طالبسلامت۔ وہی جانے جو خمخانۂ فطرت سے جام میں ٹپکا۔

ماں سیخوا ہم کہ این ہو تیرہ جاسے رو عکس کعم گردش کیسہ دکور شو بیت ؎

شمع فانوس خیالی را بجام ریختی
بلبل سرمایۂ افسردگی جام ریختی
سرمۂ دنبالہ ساز شعلہ اندام ریختی
اے کہ از خمخانۂ فطرت بجام ریختی
ز آتش صہبائے من بگداز مینائے مرا
اے کہ از مینائے ٹیکان دل بسیار ریختی
اے کہ از مینائے گرمی عشق را آمیختی
چوب گردون را بہ شمشیر جوان آمیختی
اے کہ از خمخانۂ فطرت ...... آخر

دیکھئے گردش کنبد ؎

از خاک بستان نواے طرفی جلا دمن
دار جگر بتا فروز سرکہ و جمر باد من
چشم را انبان بسا در بہ ستون فرباد من
عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من
شعلۂ بیباک گردان خاک سینائے مرا

المدیۃ النافشہ ؎

نیروان برگشتہ وحشت چراغ لالہ ساز
برگ فرخندہ نظر ہنا و زداغ لالہ ساز
سنگ لبست وادئی جان داغ لالہ ساز
چون سپہرم از غبارم چراغ لالہ ساز
مادۂ کن داغ مرا سوزان بھبوکے مرا

واللہ اگر معنی و مطلب سے کچھ غرض نہ ہو تو شاعری بہت آسان چیز ہے صرف وزن شعری کا جاننا کافی ہے۔ یوں کہنے کو تو ہم نے حضرت کی نظم و نثر ان پڑھ دیکھی ہیں اور شعرائے ایران کا کلام اکثر زیر مطالعہ رہا مگر در حقیقت ہم خود اس وادی میں اجنبی محض ہیں اور ڈرا جاتا ہے کہ دل نہیں مانتا۔ بار بار کہتا ہے کہ ہرگز یہ کلام مشہور و لائق فائق شاعر حضرت

کا ورڈ میں کوئی نشان نہیں کسی نے دل لگی کی ہے چھوٹ سرٹ تخلص لکھ دیا تاکہ ایک نوکمال کی آڑ میں رہ کے سخنوروں کے اعتراض سے محفوظ رہے۔

بہرحال دل لگی ہو چکی۔ زمین کی بلاوت اور سلطہ کو اگر منظور ہو تو اگر سنی ہی ہے مقصود ہے تو خدا کے لیے کوئی صاحب، وہ جا سے کے اشعار کی شرح لکھ کے ہمیں مطمئن کر دیں مگر کنایات و استعارات کی توضیح خود ساختہ نہ ہو۔ دوسرے شعرا کی سند ضرور پیش فرمائیں اگر ہمارا اطمینان ہو گیا تو ہم فوراً اپنی غلطی کا اعلان کر دیں گے خدا نخواستہ کوئی دلی کدورت نہیں۔ کسی کا تخلص دوسرے شخص کو اہل کمال کی فہرست میں جگہ دلا سکتا ہے۔ اچھا جناب سرو! ! !

تمین تمین قوتین فقط

راقم

طالب عفو اور بارالشعراء عفی عنہ

مولانا پنچ کی لوٹ پک

شب برات کی پٹاقا

دیکھا آپ نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو ہم و دیر سے منع کر رہے ہیں کہ آتش بازی سے آگ لگ جاتی ہے ابھی نہیں۔ یہ آگ ہے کسی کی دوست نہیں کبھی جلتی ہو تو کہ ہے اور کبھی سرکش نہ ہو۔ مگر حضرت کس کی سنتے ہیں آخر شب برات آنے بھی نہ پائی تھی کہ آتشبازی نے انتقام کی ٹھہرائی۔ عام خیال ہے کہ ان پر کسی دشمن نے پستول سے حملہ کیا مگر جناب کوئی عام خیال کے باپ کے ذکر نہیں ہیں۔ یہ خود مرحوم آتشبازی کی دل میں دبی ہوئی آگ کا شعلہ تھا جو کئی سال سینہ بھر بھڑک کے اٹھا۔ ابھی اس ذمن بٹ کا مرتکب گرفتار نہیں ہوا لیکن پولیس نے تلاش ہے جس شخص کو پکڑا ہے وہ ایک نوجوان ہے۔ اصل طلب مسئلہ یہ ہے کہ بجائی خود یا مرحوم دشمن آتشبازی تھے یا نہیں ؟

خیر بڑی کل بل ٹل گئی۔ ہمارے خاص ہم بال بال بچے اور ہم آتش بازی کے خراب نتائج کا خوفناک مشاہدہ کرنے کے بعد بچے۔ امید ہے کہ اب وہ دنیا میں آگ کا جس قدر ہے رہنے دیجئے اور یہ خطرناک چیز اب کہیں ڈھونڈے سے ملے گی۔ بزرگوں کے ساتھ بھی یکسنت مشغول کرنے گی۔

ابادی بازی بر پیش بابا ہم بازی۔

ردیف نہیں ہے

گزشتہ ہفتے میں انجمن معراج الادب کا موسم سرما کا مشاعرہ ہوا اور خوب ہوا۔ سنتے ہیں کہ محفل کی آرائش میں کامل اہتمام کیا گیا تھا۔ اکثر نامی شعرا موجود تھے۔ غزلیں پڑھی گئیں۔ داد بیں کچھ تو ہوتا نہیں۔ قسمت والوں کو سامعین کی طرف سے پیٹ بھر کے دی گئی۔

طرح کا مصرعہ تھا ؎

زمانہ الٹ دوں تو میرا نام نہیں ہے

مصرعہ انجمن نے اعلان میں پہلے ہی سے کہہ دیا تھا قافیہ۔ کلام آرام۔ ردیف۔ نہیں ہے۔

وہی ہوا اکثر شاعروں کے اشعار میں کہیں ردیف کا نام نہیں ہے۔ صاحب تفضل ہذا السلسلہ بالکل بیکار۔ خواہ مخواہ بیت کا وزن پورا کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اکثر اشعار میں یہ ردیف کا خون کرتے اور طرح مشکل نظر آتے ہیں۔

مشہور ہے کہ شاعر جان بوجھ کے کسی عیب کا مرتکب کرے تو وہ عیب مواخذہ کے قابل نہیں ہوتا حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حرف ردی پہلے مصرعے میں ساکن دوسرے میں متحرک۔ سو گو صلاح کار سے بے تعلقی کا اعلان آ جاتا ہے گیا۔ شاد مرحوم کہتے ہیں ؎

مثل ہو شاد بالکل سچ عموماً کچ زبانوں کی
زبان ٹھہری انگ گیری زبان ٹھہری انگ بالکا

بیان کچھ زبانی کا اور اخبری اور نگ کی غلطی آتشکا

ہو جانے پر بھی شاعر کی جان معترضین کے حملوں سے بچ جاتا ہے۔

مناسب نہ ہوا کوئی حق ہے کہ گرفتہ ہے جائے کسی کو اعتراض کرنے کا اور ہم فرمان کے اس لئے کہ سکریٹری صاحب خود ہی کہتے ہیں ردیف نہیں ہے ان صاحب نہیں ہے۔ نہیں ہے مطلق نہیں ہے۔

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

جن لوگوں نے امیر حمزہ کی داستان دیکھی ہے انہیں خواجہ عمرو عیار کے دام الیاسی کے خواص معلوم ہوں گے۔ یہ جال اپنے دام دار کا ایسا قانون تھا کہ دریا کو بڑھا دیا تو وہ عالم آب ہو گیا۔ کرہ نجوم ستارہ کیا تو وہ تختی اس میں سما گیا۔ نرمی کی نرمی ختم ہو کے رہی میں عجیب رہتی تھی۔

ہمیں اس دام سے بھی عجیب تر ایک قانون کا علم سو۔ بیکل و سوسے کے آگے دام الیاسی کی حقیقت نہیں اسے وزن عام میں قانون اشتباہ کہتے ہیں جس میں دام الیاسی پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ اسکے جتنے چاہیں کوئی افسوس کا کام نہیں دیتا۔ خدا نہ کرے کہ شبہ کے دام میں کوئی بیگناہ پھنسے۔ پھر ایک نہیں چلتی۔ چنانچہ سنتے ہیں کہ ایک غریب جرم کے شبہ میں گرفتار ہو کے اپنے ضمیروں کو جھنکار ا۔ جان ہونے پر مجسٹریٹ نے رہا کر دیا۔ رہائی انسانیت فرمائی کہ تحریر میں بھی اظہار افسوس کیا اور زبانی بھی کہا آپ کو بہت تکلیف ہوئی مجھے افسوس ہے۔ کیسے وہ غریب آپ کے افسوس کو اوڑھے یا بچھائے خدا جانے اتنے دن کیونکر کٹے دل پر کیا گزری۔ زن و فرزند کا کیا حال ہوا۔ یہ افسوس خشک آنسو کس کام کا۔

پروفیسر لال بجھکڑ

دہلی کے پروفیسر سندر لنگم صاحب بھی دور حاضر کے لال بجھکڑ ہیں آپ کے نئے نئے مطبوعہ خیالات ہم نے دیکھے۔ خلاصہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں کہ سائمن کمیشن اچھا یا برا جیسا کہ ہو انجام میں وہی ہوگا جو ہندوستانی چاہیں گے۔ مضامین دستانیوں کے واسطے وسیع ہو جائے گی۔ خطاب یا بانسہ ہندوستانی اگر سائمن کمیشن کی حمایت کریں گے جیسی با تکان کی سڑکا چیں بچھا کے رہ جائے گا۔ اور خطاب سائمن آئے۔ اعلیٰ حکومت ہند کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔

یہ پیشین گوئی واقعی بہت گہری ہے۔ پروفیسر صاحب دور کی کوڑی لائے۔ معلوم ہوا کہ دنیا اہل کمال سے خالی نہیں۔ اگلے زمانہ میں بھی ایک منجم جب آ تا تھا کہتا تھا کہ لڑکا ہوگا یا ہو گا۔ ہمیں پیشین گوئی ٹھیک ہوتی تھی۔ پروفیسر صاحب کے بارے میں عام خیال ہے کہ آپ جیسی جو تاریخ ہونے والی ہے بہت سادگی کے ساتھ بتاتے ہیں بھر کیا کمال ہو انہیں فرق ہو۔

البتہ آخری بات میں ذرا شبہ ہے یعنی سائمن کمیشن وائسرائے ہونگے یا اندلی ہو ہاں سائمن کمیشن کا اب قائم کرنے کی غرض سے یہ پیچ بنا ہوا ہے۔ تاکہ دنیا اس جزو یا پی شا دی سے ڈر جائے۔ پیشین گوئی سمجھ جائیں کہ آئندہ حضرت ہی سے سابقہ ہوگا۔ گار ثابت نہیں۔ چار کرتے ادا سے جو حضرت ہیں نیا وقت ہر کے سب سے پیشگی بتانے کی کہ حضرت کیا سمجھے کہ چار برس پہلے سے کسی اُمرا کے تقرر کا اعلان آج تک نہیں ہوا۔

المختصرات

ہڑتال نے زور باندھا شہر بھر میں کسی کی جوتی ہڑتال نہیں آئے کانگریس کی ہڑتال ہو ملازموں کا جو آنا تھا تمام شہر میں سنا ٹا ہو گا (دہلی ہڑتال کا اعلان)

لاحول ولا قوۃ کیسی ہڑتال۔ نیبری زمری کو سائمن کمیشن کی آمد کی خوشی میں خوب آتش بازی چھوٹی اور شب برات تک بہار رہے گی۔ بھلا یہاں کا سکتا ہے ہڑتال ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ ہندوؤں کا سائمن ہو۔

مسلم کمیٹی کا قول۔ انشاء اللہ سرکاری اعلان۔ وفادار ان حکومت نے صبر کمیشن کا استقبال کیا ہے شر والیشن کمیٹی اچھا اتنا ہے کہ انہیں شکست ہوئی۔ منتر کمیشن اپنا کام شروع کرے گا لیکن آپ تو بالکل کمیشن کے موافق ہے۔ سیاسات اور بنگالہ کے لیڈر آتے ہیں جواب دینے کی مہلت نہیں۔ کل خاصت کا اعلان سب کا ہستی ہے عدم پیدا کیا ہو۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلاء مقوی [illegible]

[illegible] تجربہ بارہا کیا گیا ہے [illegible]

قیمت فی بکس

۲۰ خوراک (ایک روپیہ)

[illegible] عنبری دو آتشہ خاص الخاص

[illegible]

سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس بلا قیمت

طلائے سیمی

[illegible] بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ (عہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک سے

محصول ڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے! منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولہ گنج لکھنؤ — **فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے**

نایاب اور بیش بہا تحفہ

[illegible]

تین تیلی کے خریدار کو محصول معاف

المشتہر

حکیم سید محمد تقی واپس بیت الشفاء، گیا (بہار)

سچا ہمدم و دلی دوست

جب آپ کی طبیعت ناساز ہو [illegible]

[illegible] قیمت فی ڈبیہ

[illegible] چار روپیہ [illegible]

[illegible]

ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

بڑی مہک تیل

[illegible]

[illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصول ذمہ خریدار۔

[illegible]

[illegible]

مختار احمد [illegible] مرچنٹ موجد

[illegible]

[illegible] محصول ذمہ خریدار

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۲۶-۱۹۲۷ء

[illegible]

[illegible] کے قابل۔ قیمت فی جلد [illegible] مع محصول۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچار کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

دودھ کی کیسری [illegible] قیمت [illegible]

بال سفا [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

[illegible]

شاعری جزویست از پیغمبری

اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

سیاحت ظرافت

شرح الکلام الحبشی

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صد ہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صد ہا اگلی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنہی نے نقل کی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد چونکہ نہایت وضاحت سے اندراج کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا اور ایک سنانے والا نہایت آسانی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا مرقع ہے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر — منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۱۲ اور ۱۳ کے درمیان لیٹی ہوئی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔